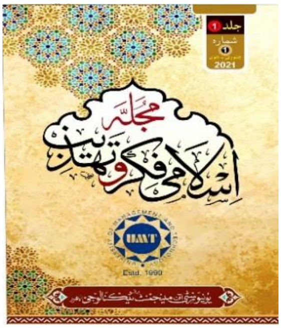

**Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)**
Volume 1 Issue 1, Spring 2021
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

---

Article:

# معاصر تہذیبی افکار اور تہذیب اسلامی: تحقیقی مطالعہ

# Contemporary Discourses and Islamic Civilization: Research Study

Author(s): Muhammad Habibullah[1], Qudsia Aziz[2]

Affiliation:
[1]Institute of Islamic Studies, Minhaj-ul-Quran University, Lahore, Pakistan
[2]University of Sargodha, Pakistan

Article History:
Received: Jan 01, 2021
Revised: Mar 12, 2021
Accepted: April 27, 2021
Available Online: June 26, 2021

Citation: Habibullah, Muhammad and Qudsia Aziz,"Contemporary discourses and Islamic Civilization: Research study." *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 1, no.1 (2021): 55–65.

Copyright Information:
CC BY
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Journal QR

Article QR
Muhammad Matiullah

Estd. 1990
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Science and Humanities, University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

# معاصر تہذیبی افکار اور تہذیب اسلامی: تحقیقی مطالعہ

# Contemporary discourses and Islamic Civilization: Research study

**Muhammad Habibullah**

1Institute of Islamic Studies, Minhaj-ul-Quran University, Lahore, Pakistan

**Qudsia Aziz**

University of Sargodha, Pakistan

## Abstract

For the last few years, with other suggested days by the United Nations for international observance, 11 March has been over served as an international day of “Islamic Culture, Message for Peace and Dialogue”. The purpose behind observance of this day is to promote Islamic culture through dialogue, art, and film, but the Muslims, being the followers of Allah’s revelation with the knowledge of Islamic culture and tradition there is more need than ever before to be vigilant about the threats posed to Islamic traditions and civilization?Below is the essay that covers the reality of cultural conflicts, the meaning of culture, and the analysis of the characteristics of Islamic civilization.

**Keywords:** civilization, clash of civilizations, Islamic civilization

## ۱. تمہید

گذشتہ چند برس سے اقوامِ متحدہ کے پلیٹ فارم پر اقوامِ عالم کی طرف سے سال بھر کے لیے منائے جانے والے تجویز کردہ ایام میں ۱۱ مارچ کا دن "عالمی دن برائے اسلامی ثقافت، پیغامِ امن اور مکالمہ" کے طور پر منایا جاتا ہے۔[1] اس دن کے منانے یعنی Observance کے پس پردہ گو کہ 'اسلامی ثقافت کو بذریعہ مکالمہ، آرٹ اور فلم کے ذریعے ترویج دینے' کا مقصد کارفرما ہے، تاہم وحیِ الٰہی کے پابند مومن ہونے کی حیثیت سے اسلامی ثقافت، روایات سے واقفیت کے ساتھ ساتھ، ہمیں آج پہلے سے کہیں زیادہ باخبر ہونے کی ضرورت ہے کہ موجودہ گلوبلائزیشن کے دور میں دینِ اسلام، اس کی روایات اور تہذیب وتمدن کو کون سے خطرات لاحق ہیں؟ زیر نظر مقالہ میں تہذیبی تصادم کی حقیقیت، تہذیب کا مفہوم اور تہذیب اسلامی کے خصائص کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ دورِ حاضر میں ایک جملہ "تہذیبوں کا تصادم" تکرار کے ساتھ آپ سنتے رہتے ہیں، کہ "دنیا کی تہذیبیں باہم متصادم ہونے والی ہیں اور ہم ایک خوفناک جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں"۔ عالمی حکمرانی قائم کرنے کے لیے، پس پردہ بہت سے خفیہ مقاصد کے ساتھ یہ نظریہ، امریکی ماہرِ سیاسیات، سیموئیل پی۔ ہنٹنگٹن[2] نے ۱۹۹۳ میں پیش کیا جس کی آڑ میں ایک ہی تہذیب کو پوری دنیا پر مسلط کرنے کی کوششیں

---

[1] اس دن کی تعیین کے بارے میں معتبر انگریزی پاکستانی روزنامہ ‘‘Pakistan Observer’’ لکھتا ہے:

World Day of Muslim Culture, Peace, Dialogue and Film to be observed on March 11 over the world including Pakistan with the *aim by using culture, art and film create bridges of dialogue and understanding*, which can lead a more peaceful world. *This day was created in 2010 by Javed Mohammed, of Milpitas, California*, who proclaimed the day and week of March 11, each year as a special observance to share and discuss Muslim culture. Background In a post cold-war and 9-11 era, with the “war on terror” going on in Afghanistan, Iraq, Pakistan and other parts of the world a different approach other than military and political action needs to occur. (*Pakistan Observer, Lahore, 24th Feb. 2011. E-paper Edition*)

[2] سیموئیل فلپ، ہنٹنگٹن ۱۸ اپریل ۱۹۲۷ کو امریکی شہر نیو یارک میں پیدا ہوا۔ ۱۸ برس کی عمر میں Yale University سے گریجوایٹ کیا۔ شکاگو یونیورسٹی سے ماسٹرز اور ہارورڈ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی۔ ۱۹۹۳ میں معروف جریدے Foreign Affairs میں ‘‘The Clash of Civilizations’’ کے عنوان سے

جاری ہیں۔

دین اسلام کو اُس نے دنیا کے لیے ایک خطرہ قرار دیا، اس کے الفاظ ہیں: "مغرب کے لیے اصل مسئلہ اسلامی بنیاد پرستی نہیں بلکہ یہ بذاتِ خود 'اسلام' ہے۔ جو ایک مختلف تہذیب ہے۔ جس سے تعلق رکھنے والے لوگ اس تہذیب اور ثقافت کے بالاتر ہونے پر پختہ یقین رکھتے ہیں"۔ (۳) تاہم حقائق کی بنیاد پر اس بات سے واقفیت ضروری ہے کہ دین اسلام نے اپنے ماننے والوں کو نہ صرف یہ کہ دیگر تہذیبوں کے ساتھ تصادم کی بجائے بقائے باہمی [Co-Existence] اور مفاہمت کا راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا بلکہ ایک مکمل ثقافت و تمدن فراہم کرتے ہوئے، دلیل کی بنیاد پر دوسروں کو قائل کرنے کا انداز بھی بتلایا ہے۔ (۴) موضوعِ مذکور کے جملہ اہم ترین اجزاء کو تین حصوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے: (۱) تہذیب و ثقافت کا مفہوم۔ (۲) اسلامی تہذیب و ثقافت اور اس کی خصوصیات۔ (۳) دورِ حاضر میں تشبُّہ اور "دوسروں جیسا بننے کی تمنا" اور اسلامی ثقافتی اقدار کی مغلوبیت کے اسباب۔ (۵)

## ۲. تہذیب و ثقافت کا مفہوم

زیرِ بحث عنوان میں دو الفاظ 'تہذیب' (Civilization) اور 'ثقافت' (Culture) (۶) قابل توجہ ہیں۔ (۷) کیونکہ اکثر اوقات ان کو باہم خلط کر دیا جاتا ہے اور عمومی طور پر تہذیب و ثقافت، دونوں الفاظ سے کسی قوم کے رسوم و رواج اور طرزِ معاشرت مراد لیے جاتے ہیں۔ آپ بشریات (Sociology) کی کوئی بھی مستند کتاب یا انسائیکلوپیڈیا اٹھا کر دیکھیں تو یہی مفہوم ملے گا کہ "تہذیب و ثقافت یا کلچر کسی بھی قوم کے اجتماعی طرزِ زندگی اور پہچان کا نام ہے۔ کسی بھی قوم اور معاشرے کی اقدار اور اجتماعی اوصاف و خصائل اس کی ثقافت میں منعکس ہوتے ہیں"۔ (۸) اور یہ کہ "جب یہی رسوم و رواج اور ظاہری رہن سہن کسی قوم کو دوسری اقوام سے ممتاز کرتے ہیں تو یہ اُس قوم کی تہذیب کہلاتی ہے۔ ثقافت اور تہذیب، کو باہم متعلق اصطلاحات اور حقیقتیں سمجھا جاتا ہے"۔ (۹)

---

ایک مضمون لکھا جو بعد ازاں ۱۹۹۶ میں "The Clash of Civilizations and Remaking the World Order" کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔ جس میں اس نے متمدن آٹھ تہذیبوں؛ مغربی، امریکی، اسلامی، سینائی [چینی]، ہندو، روایتی، جاپانی اور افریقی تہذیبوں کا ذکر کرنے کے بعد 'اسلام' کو دنیا کے لیے خطرناک تہذیب قرار دیا۔ ۲۴ دسمبر ۲۰۰۸ کو ہنٹنگٹن کی وفات ہوئی۔

[3] Samual P. Hantington, ***The Clash of Civilizations and the Remaking of World Order. Simon & Schuster,*** (New York:1996), 217-218.

[۴] ڈاکٹر محمد ممتاز علی، **تہذیبی تصادم یا بقائے باہمی: ہن ٹنگٹن اور پروفیسر خورشید احمد کی فکر کا تقابلی مطالعہ**، (لاہور: منشورات، منصورہ، ۲۰۰۶ء)، ۲۹۔

[۶] علم البشریات کے ماہرین، تہذیب کے لیے 'سولائزیشن' جبکہ 'ثقافت' کے لیے انگریزی مترادف 'کلچر' کو قرار دیتے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے:
Charles Gray Shaw, *Trends of Civilization and Culture*, *American Book*, *1931*. 75.

[۷] عطش درانی، **اسلامی تہذیب و ثقافت** (لاہور: شاخِ زریں، ۱۹۸۶ء)، ۳۶۔

[۸] القادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، **سیرۃ الرسول کی تہذیبی و ثقافتی اہمیت**، تحقیق: ڈاکٹر طاہر حمید تنولی (لاہور: فریدِ ملت ریسرچ انسٹیٹیوٹ، ۲۰۰۷)، ۹۔

[۹] مشہور امریکی سوشیالوجسٹ، چارلس گرے کے الفاظ میں:

The confusion in the use of the term culture is that which arises when it is closely associated with civilization, so closely associated as to be identified with it. The term when it is used in its most general sense is often made to include both culture and civilization. (*Charles Gray Shaw*, ***Trends of Civilization and Culture***, *76*)

اکثر مغربی مفکرین کی رائے میں بھی آپ کو یہی مفہوم نظر آئے گا۔ Michel Bungan Mordant کے بقول، کسی قوم کی ثقافت اور تہذیبی ورثہ، اس کی زبان، تاریخ، فنی وادبی صلاحیتیں، رسوم ورواج اور اقدار ہوتے ہیں۔ جس طرح یہ مذکورہ چیزیں تمدن کا حصہ ہیں اسی طرح قوم کا لباس، کھانے پینے کی اشیاء، اسلوبِ عمل، کھیل کود کے طریقے، محبت ومسرت اور غم کا انداز اور اس کے احساسات بھی ثقافت میں شامل ہیں۔ اگر ہم کسی قوم سے یہ مطالبہ کریں کہ وہ اپنی مذکورہ صفات سے کنارہ کش ہو جائے، اپنے اندازِ فکر اور احساسات ونظریات سے عہدہ برآ ہو جائے اور اپنی زبان ولباس کو تبدیل کر دے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس قوم سے اسکی ثقافت کو سلب کر رہے ہیں اور اس کے تمدن کو چھین کر دوسری تہذیب مسلط کر رہے ہیں۔(۱۰)

## ۳. تہذیب کے مفہوم سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ

اس غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے کیونکہ کسی قوم کے رسوم ورواج یا اقدار، اطوارِ معاشرت اور علوم وآداب تہذیب نہیں ہوتے بلکہ درحقیقت یہ تہذیب کے نتائج ومظاہر ہیں۔ کسی تہذیب کی اصل ان ظاہری صورتوں یا نمائشی ملبوسات پر متعین نہیں ہوتی بلکہ تہذیب سے مراد: "کسی قوم کا تصورِ حیات، یعنی دنیوی زندگی کے متعلق اس کا کیا تصور ہے؟ زندگی کا مقصد کیا ہے؟ انسانی سیرت کی تعمیر کی بنیاد کون سے عقائد ہیں؟ انسانوں کے باہمی تعلقات کی کیا نوعیت ہے؟--- تہذیب کہلاتے ہیں۔ گویا کسی بھی تہذیب کے پانچ بنیادی عناصر ہوتے ہیں: ۱۔ تصورِ حیات، ۲۔ زندگی کا نصب العین، ۳۔ عقائد وافکار، ۴۔ تربیتِ افراد، اور ۵۔ نظامِ اجتماعی"۔(۱۱) البتہ ظاہری رسوم ورواج اور طرزِ معاشرت کے لیے ثقافت یا کلچر کا لفظ مستعمل ہے۔ ثقافت اور تہذیب کے باہم تعلق کو ہم یوں واضح کر سکتے ہیں:

> "ثقافت چند ظاہری اور باطنی چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔ ظاہری چیزوں میں حرکات وسکنات، لہجے اور بولیاں؛ جبکہ باطنی چیزوں میں ذائقے، احساسات اور رسوم ورواج شامل ہیں۔ جبکہ تمدن ایک ایسی مذہبی فضا کا نام ہے جو معاشرے پر مخصوص زندگی کی ایسی چھاپ چھوڑ دے جسے ہم دوسری قوم اور معاشرے میں نہ دیکھ سکیں"۔(۱۲)

یعنی تہذیب نام ہے دینی ومذہبی اقدار اور اُن عقائد وافکار کا جن کی بنیاد پر کوئی معاشرت، طرزِ زندگی اور کلچر Develop ہوتا اور ایک ثقافت معرضِ وجود میں آتی ہے۔(۱۳) ثقافت اور تہذیب کی وضاحت کے بعد، اب ہم اپنی گفتگو کے دوسرے حصے کی طرف بڑھتے ہیں کہ تہذیب کی بنیاد کیا ہے؟ اور اسلامی تہذیب اپنے اندر کون سی ایسی خصوصیات رکھتی ہے کہ جن کی وجہ سے یہ ایک عالمی تہذیب بننے کے لائق ہے؟ اور انسانوں کو ایک ایسا کلچر فراہم کرتی ہے جو ان کی تکریم اور شرم وحیا کے تمام تقاضے پورے کرتا ہے۔

## ۴. اسلامی ثقافت وتمدن اور اس کی خصوصیات

---

۱۰ حامد فرزات [مترجم]، **امریکا المستبدة الولايات المتحدة وسياسة السيطرة على العالم** [.مائیکل بگنن مارڈنٹ]، (دمشق: طبع اتحاد الكتاب العربي، ۲۰۰۱)، ۱۰۸۔

۱۱ سید ابوالاعلیٰ مودودی، **اسلامی تہذیب اور اس کے اصول ومبادی** (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۸۴ء)، ۱۱-۹۔

۱۲ مالک بن نبی، **تاملات: مشكلات الحضارة** (دمشق: دار الفكر، ۲۰۰۲ء)، ۱۴۷۔

۱۳ القادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، **سیرۃ الرسول کی تہذیبی وثقافتی اہمیت**، ۱۹-۱۷۔

ہر تہذیب وتمدن اپنے اندر مختلف خصوصیات لیے ہوئے ہوتی ہے۔ اس لیے ان تہذیبوں کے ماننے والے فطری طور پر مختلف راہوں کے مسافر ہوتے ہیں حتیٰ کہ ان کی منزلیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ لیکن اس اختلاف کی بنیاد ان تہذیبوں کا مختلف ہونا نہیں بلکہ بنیادی وجہ ان کا تصورِ انسان وکائنات اور مذہبی تعلیمات ہیں (جیسا کہ ابھی بیان ہوا)۔ گویا تہذیب وتمدن میں اصل عُنصر 'دین' یا 'مذہب' ہے۔ نتیجۃً جب کوئی قوم اپنی مذہبی تعلیمات کو فراموش کر دیتی ہے تو اس کی ثقافت وتہذیب بھی مغلوبیت کی گہرائیوں میں دھنستی چلی جاتی ہے۔ (۱۴) 'نئی روشنی' سے متاثرہ افراد کی طرف سے یہ بات بڑے زور وشور سے کہی جاتی ہے کہ "کلچر اور رواج، مذہب سے الگ چیزیں ہیں، ان کو دین کی پابندیوں میں نہیں ڈھالنا چاہئے"۔ یہ سوچ بالواسطہ، اسلام کو 'دین' یعنی مکمل 'کوڈ آف لائف' تسلیم نہ کرنے کی عکاس ہے۔ ایمان سے عاری، تہذیب یا افراد کو آئیڈیل قرار دینا اور اہلِ ایمان پر فوقیت دینا، کفار کا شیوہ ہے اور ایسے لوگوں پر اللہ نے لعنت کی ہے:

وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا (۱۵)

> "اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ کافر ایمان والوں کی نسبت زیادہ راہِ راست پر ہیں، ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے، اور جس پر اللہ کی لعنت ہو پھر اس کا کوئی مددگار نہیں ہوتا"۔

اسلام، کسی مفکر کی فکر کے نتیجے میں ظاہر ہونے والا مین میڈ (Man-Made) مذہب نہیں بلکہ اس کے لیے لفظِ 'دین' کا سابقہ منتخب کیا گیا۔ جو اس بات کی علامت ہے کہ 'اسلام' صرف ایک مذہب نہیں اور نہ ہی یہ محض ایک ثقافت ہے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ دین اور دنیا یعنی عبادات اور ثقافت کے مجموعے پر مشتمل ایک ضابطۂ حیات ہے۔ جو انسان کو اس کی معاشرت ہو یا معیشت، ثقافت وتہذیب ہو یا دینی رجحانات، غرض کہ زندگی کے ہر ہر قدم کے لیے راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ (۱۶) دین اسلام کی بطور تہذیب وثقافت، اسی جامعیت کے سبب، بعثتِ نبوی سے پہلے، مصری، حِتّی، فونیقی، یونانی، ایرانی، ہندی، رومی اور بازنطینی تہذیبوں کے اثرات اقوامِ عالم پر غالب تھے (۱۷) تاہم آفتابِ اسلام کے طلوع کے بعد ان کے رہے سہے اثرات بھی مٹنا شروع ہو گئے۔ کیونکہ دین اسلام نے فطری عقائد کی بنیاد پر ایسی تہذیبی اقدار متعارف کرائیں کہ پوری انسانیت ان کی طرف پلٹنے لگی۔ اسی کا اعتراف مشہور برطانوی مورخ، آرنلڈ، نے ان الفاظ میں کیا ہے:

> In the creative soul of Muhammad the radiation of Judaism and Christianity was transmuted into a spiritual force which discharged itself in the new 'higher religion' of Islam. (18)

> یہودیت اور عیسائیت کی روشنی محمد[ﷺ] کی خلاق روح میں یوں جمع ہو گئی کہ یہ ایک روحانی قوت میں بدل گئی۔ جو ایک بلند تر مذہب یعنی اسلام کی صورت میں ظاہر ہوئی۔

---

[۱۴] مولانا یاسر ندیم، **گلوبلائزیشن اور اسلام** (کراچی: دار الاشاعت، ۲۰۰۴ء)، ۲۶۲۔

[۱۵] النسآء، ۴: ۵۱، ۵۲۔

[۱۶] قاسمی، مولانا قاری محمد طیب، **اسلامی تہذیب وتمدن** (لاہور: ادارہ اسلامیات، ۱۹۸۰ء)، ۴۔

[17] Arnold J, Toynbee, ***A Study of History***, (Abridgement by D.C. Somervell, Oxford University Press, 1947), p.27.

[18] Arnold J, Toynbee, ***A Study of History***, p. 411

## ۵. مبادیاتِ تہذیبِ اسلامی

**اسلامی تہذیب کی بنیادیں یہ ہیں**

### ۵.۱. توحید

اسلامی تہذیب و ثقافت کا اولین عُنصر توحید ہے۔ توحید ہی وہ تعلیم ہے جس کا ابلاغ، اسلام کا اولین مقصد تھا۔ اگر اسلامی ثقافت کی ہمہ جہت ترقی اور عالم گیریت کا جائزہ لیں تو باوجود علاقائی، جغرافیائی، نسلی اور لسانی اختلافات کے جو عنصر مسلمانوں میں ایک قدرِ مشترک کے طور پر موجود رہا ہے وہ عقیدۂ توحید ہے۔ 'لا' اور 'اِلّا' اسلامی معاشرے کے افراد کے قلوب و اذہان سے اللہ کے ماسوا کسی بھی طاقت کا خوف مٹا کر ایمانی قوت مہیا کرتے ہیں۔

### ۵.۲. رسالتِ محمدیؐ

تاریخ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضابطہ یہی رہا کہ جب بھی کوئی معاشرہ انحطاط کا شکار ہوا تو اس کا ازالہ وحی سے کیا گیا۔ وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ (۱۹) انبیاء کرام مبعوث ہوئے، تاہم نبوتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس لحاظ سے منفرد ہے کہ یہ تمام انسانیت کے لیے ہے: وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا (۲۰) یعنی اب قیامت تک امتِ مسلمہ کی معاشرتی، سماجی، تہذیبی اور ثقافتی شناخت کا واحد معتبر حوالہ حضور ختمی مرتبت ﷺ کی رسالت اور آپ کی غیر مشروط اطاعت ہی ہوگی۔

ع بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست گر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است ۲۱

### ۵.۳. عقیدۂ آخرت

کوئی بھی تہذیب و ثقافت اس وقت تک صحت مند اور مستحکم نہیں ہو سکتی جب تک اس میں جواب دہی (Accountability) کا تصور اور احساس موجود نہ ہو۔ اسلامی تہذیب اس حوالے سے امتیاز کی حامل ہے کہ انفرادی اور اجتماعی، دونوں سطحوں پر، دنیاوی زندگی کے بعد آخرت میں اپنے تمام اعمال کے احتساب کا ہر وقت احساس موجود رہتا ہے: وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْـًٔا ؕ وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا ؕ وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِیْنَ (۲۲)" اور فرمایا: ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ (۲۳)" پھر ہر شخص کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور اُن پر ظلم نہیں ہوگا"۔ جواب دہی کا احساس بیدار کرتے ہوئے، کامیاب اعمالِ معاشرت کے انجام اور دنیا کی حقیقت کے بارے میں فرمایا:

---

۱۹ فاطر، ۳۵:۲۴۔

۲۰ سبا، ۳۴:۲۸۔

۲۱ اقبال، علامہ محمد، **ارمغان حجاز**، (دھلی: کتب خانہ نزیریہ، ۱۹۶۷ء)، ۴۹۔

۲۲ سورۃ الانبیاء، ۲۱:۴۷۔

۲۳ آلِ عمران، ۳:۱۶۱۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ(٢٤)

"ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے، تمہارے اجر قیامت کے روز پورے پورے دے دیے جائیں گے، پس جو آگ سے محفوظ رہا اور جنت میں داخل کر دیا گیا، وہ کامیاب ہوا۔ دنیا کی زندگی سوائے دھوکے کے سامان کے، کچھ نہیں"۔

### ۵.۴. انسانی مساوات

مساوات، اسلامی تہذیب کی ایک لازمی اور بنیادی قدر ہے۔ حضور ﷺ کا دورِ مبارک تاریخِ انسانی کے روشن حصے کا امین ہے۔(۲۵) جس میں ہر رشتے سے قطع نظر زمین پر عدل کی حکمرانی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: "اگر محمد [ﷺ] کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے گی تو میں اُس کے ہاتھ بھی کاٹ دوں گا۔(۲۶) اسی عدلِ اجتماعی کی بنیاد پر اسلامی تہذیب میں حکمِ الٰہی وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ ۔(۲۷) کے تحت احترامِ انسانیت کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ اسی جذبے کے تحت ہر فرد کی مذہبی آزادی کا بھی احترام کیا گیا۔ "بالجبر مسلمان کرنے" کے الزام کا جواب، ایک عیسائی موٴرخ، فلپ ایڈلر (Philip J. Adler)، کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

> Contrary to widespread Christian notions, I slam normally did not force conversion.([28])

عیسائیت میں پھیلے ہوئے خیالات کے بالکل برعکس، اسلام، مذہب کی تبدیلی کے لئے جبر نہیں کرتا۔

### ۵.۵. اخوت

اسلامی تہذیب کے تحت بسنے والے افراد کا باہمی تعلق، خونی رشتوں سے بہت ماوراء ہے۔ نسل، خاندان، اور برادری ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ 'انسان دوستی'، جس کا جدید دور متلاشی ہے، اسلامی تہذیب کا خاص تحفہ ہے۔ جس میں معاشرتی تفاوت (Social Discrimination) کا خاتمہ کرتے ہوئے اہل اسلام کا مذہبی فریضہ قرار دیا گیا کہ اپنے سے، غیر سے، اجنبی سے، مومن سے، کافر سے، امیر سے، غریب سے؛ غرض کہ ہر انسان سے حسنِ مروت کا مظاہرہ کیا جائے۔(۲۹)

### ۵.۶. اصلاحِ عالم

دین اسلام، اپنے ماننے والوں کو، صرف اپنی نہیں بلکہ پوری انسانیت کی اصلاح کا ذمہ دار قرار دیتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ

---

[۲۴] آلِ عمران، ۳: ۱۸۵۔

[۲۵] عطش درانی، **اسلامی تہذیب وثقافت**، ۲۸۔

[۲۶] البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری** (دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، رقم: ۴۰۵۳؛ مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم** (بیروت: داراحیاء التراث العربی، س۔ن)، رقم: ۱۶۸۸

[۲۷] الاسراء، ۷۰: ۱۷۔

[28] Philip J. Adler & Randall L. Pouwels, ***World Civilizations, Thomas Learning Inc., High Holborn House, 50-51 Bedford Row*** ( London: WCIR 4LR, UK, 2006),p:194.

[۲۹] عطش درانی، **اسلامی تہذیب وثقافت**، ۵۸۔۵۹۔

أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (۳۰) بیان کیے گئے، عقائد وافکار کی مضبوط بنیادوں پر قائم تہذیب و ثقافت ہی دائمی کامیابی (Ultimate Success) اور مفید ترقی کا ذریعہ ہے۔ بد قسمتی سے آج ہم احساسِ کمتری کا شکار ہو کر، اپنی تہذیب کو چھوڑ کر تہذیبِ اغیار کی طرف راغب ہیں۔ ہم تو دوسروں کی اصلاح اور دیگر ثقافتوں کی درستی کے ذمہ دار ہیں جبکہ ہم ان ناقص اور قابلِ اصلاح ثقافتوں کے دلدادہ بنے بیٹھے ہیں۔ خدارا! اِس God Gifted تہذیب و ثقافت پر کمپرومائز مت کیجئے، یہ اٹل اور آفاقی اصولوں پر مبنی تہذیب ہے۔

## ۶.  اسلامی ثقافتی اقدار کی مغلوبیت کے اسباب

اسلامی ثقافت کو درپیش چیلنجز اور اسلامی اقدار کی مغلوبیت کے اسباب سے متعلق ہے۔ یہ چیلنجز اور اسباب دو طرح کے ہیں: اول داخلی: کہ ہم بحیثیتِ مسلمان اپنی تہذیبی اقدار اور ثقافتی تاریخ و ورثے سے آگاہ ہی نہیں۔ اور دوسرے خارجی: کہ ثقافتی طور پر ایسی یلغار ہے کہ ہماری صدیوں پرانی اسلامی اقدار و روایات آہستہ آہستہ دَم توڑتی چلی جا رہی ہیں۔

## ۷.  اسلامی تہذیب و ثقافت کے لیے سب سے بڑا خطرہ

"یہودی پروٹوکولز" کے بارہویں باب کی عبارت ہے کہ "ہماری منظوری کے بغیر کوئی ادنی سے ادنی خبر بھی کسی سماج تک نہیں پہنچ سکتی، اس کو یقینی بنانے کے لیے ہمارے [یعنی یہودیوں] کے لیے ضروری ہے کہ خبر رساں ایجنسیاں قائم کریں"۔ اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ۱۸۴۸ء میں ایک خبر رساں ایجنسی کا قیام عمل میں آیا جو بعد ازاں ۱۹۰۰ء میں "ایسوسی ایٹیڈ پریس" کے نام سے موسوم ہوئی۔ آج سے تقریباً ۲۷ برس قبل ۱۹۸۴ء کی رپورٹ کے مطابق: اس ایجنسی سے صرف امریکہ میں ۱۳۰۰ روزنامے، تین ہزار سات سو اٹھاسی [۳۷۸۸] ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن وابستہ تھے۔ امریکہ میں اس کے ایک سو سترہ [۱۱۷] دفاتر اور اس کے ساتھ منسلک ایڈیٹرز کی تعداد اڑھائی ہزار [۲۵۰۰] تھی۔ اس کے علاوہ، "یونائیٹڈ پریس"، "انٹرنیشنل نیوز سروس" جو بعد میں باہم ضم ہو کر "نیویارک ٹائمز" کہلائے، "روٹرز"، "سی این این"، "این بی سی" سمیت تمام ادارے یہودی تسلط میں ہیں۔ یہ تمام ادارے، یہودی رَبی، فرانسو برون، کے اس جملے کو عملی شکل دے رہے ہیں، جس میں اس نے کہا تھا کہ "پروپیگنڈا، ذہین لوگوں پر احمقانہ تاثرات ڈالنے کا نام ہے"۔ (۳۱)

اس وقت نہ صرف ہم مسلمانوں بلکہ دنیا کی ہر تہذیب کے لیے سب سے بڑا خطرہ، میڈیا کے ذریعے بڑھتی ہوئی حیا باختگی ہے جس سے شرم و حیا کے تمام پردے اتار پھینکنے کی مسلسل دعوت دی جا رہی ہے۔ لباس کی مثال لیجئے، ہر قوم کا مخصوص لباس اس کی تہذیب و ثقافت کا آئینہ دار ہوتا ہے، یہ تمدن کی روح اور ثقافت کی بنیاد ہے۔ جس قدر اختلاف اقوام کی زبان و ادب میں ہے اسی قدر ان کے لباس بھی اسی طرح مختلف ہیں۔ تاہم ہمیں یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ گو، اسلام نے کوئی لباس متعین نہیں کیا تاہم انسانی شخصیت کو وقار بخشنے اور اس کے ناموس و حیا کو باقی رکھنے کے لیے لباس کے اصول ضرور بتا دیے مثلاً بنیادی اصول يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ (۳۲) اے آدم کی اولاد! ہم

---

۳۰ آل عمران، ۳: ۱۱۰۔

۳۱ مولانا یاسر ندیم، **گلوبلائزیشن اور اسلام**، ۱۷۲-۲۷۲۔

۳۲ الاعراف، ۷: ۲۶۔

نے تمہارے لیے لباس نازل کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو چھپائے۔ یعنی لباس ایسا ہو جو مستور اعضاء کو ظاہر نہ ہونے دے۔

جبکہ دورِ حاضر میں اسلامی اصول و آداب سے مزین اور قومی لباس پہننا، بعض جدت پسندوں کے نزدیک، دقیانوسی اور پستی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ ہمیں آگاہ رہنا چاہئے کہ ثقافتی عالم گیریت اور یلغار دو راستوں سے اسلامی تہذیب کو مغلوب کر رہی ہے: ۱۔ ذرائعِ ابلاغ کے ذریعے، اور ۲۔ اقوامِ عالم اور معاشروں کے درمیان مشابہت و یکسانیت کو فروغ دینے کے ذریعے۔(۳۳) قاہرہ میں واقع خواتین و اطفال سے متعلق ایک ریسرچ سینٹر نے چودہ سو بہتر [۱۴۷۲] مصری خواتین پر ایک سروے کیا۔ جس کے حیرت ناک نتائج سامنے آئے کہ مصر کی ۵۷ فی صد خواتین جنسی فلمیں دیکھتی، ۶۷ فیصد فحش مناظر دیکھنے میں دلچسپی رکھتی، ۶۸ فی صد جذباتی فلمیں دیکھنے میں رغبت رکھتی، جب کہ صرف چھ فی صد خبروں اور ثقافتی پروگرام دیکھنا پسند کرتی ہیں۔(۳۴) یہی وجہ ہے کہ پیرس اور برلن کی گلیوں سے نکلنے والا فیشن اگلی صبح مشرق کی حدود کو پار کر لیتا ہے۔ جس "باربی ڈول" کے ذریعے مغرب میں فحاشی و عریانت کو فروغ دیا جا رہا ہے، وہی "باربی ڈول" مشرقی لڑکیوں میں بڑھتے ہوئے فحاشی کے رجحانات میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ کیا ہم نے نہیں دیکھا کہ عرب لباس کو ہالی وڈ اور بالی وڈ میں اب 'اسلامی دہشت گردی' کی علامت کے طور پر دکھلایا جا رہا ہے۔(۳۵)

ممکن ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ مغربی طرزِ فکر و معاشرت کو اگر مسلمان اختیار کر لیں تو اس میں کیا قباحت ہے، اور اس سے اسلامی ثقافت و تشخص کیسے متأثر ہوتا ہے؟۔ تو واضح رہنا چاہئے کہ اسلامی معاشرت و ثقافت "خذ ما صفا ودع ما قدر" کے انتہائی اعلیٰ اصول پر قائم ہے۔ فنی، علمی، معاشی، معاشرتی خصوصیات، جو اسلام سے کسی طرح بھی متصادم نہ ہوں، دیگر اقوام سے ان کا لینا اور اخذ و استفادہ مستحسن ہے لیکن ان حدود سے ہٹ کر اپنی اقدار، روایات، ثقافت کو بھول جانا، خود کو اوروں کا غلام بنانے اور خود فراموشی کے مترادف ہے۔ اس ضمن میں ایک فرانسیسی کہاوت پیشِ نظر رہنی چاہئے کہ "آپ مجھے اپنا کھانا بتلائیے، میں بتلاتا ہوں کہ آپ کون ہیں؟"۔ یہ مثال حقیقت کی عکاس ہے کیونکہ لباس، ماکولات و مشروبات وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو اپنے ملک و ملت کے نظریات و خیالات، عادات و اقدار کی علامت ہوتی ہیں۔

## ۸. مسئلہ تشبہ[۳۶] اور اس کا حکم

دینِ اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیے ہوئے طرزِ معاشرت[۳۷] اور اس کے اصول کے خلاف و متصادم افکار و رواج کے اپنانے اور ان میں

---

[۳۳] الفاوی، ڈاکٹر عبد الفتاح احمد۔ **اخبار الأهرام** (بیروت: مکتبہ العلمیہ، ۱۹۹۹ء)، ۲۲ فروری ۲۰۰۱۔ بحوالہ: **الثقافة العربية فى عصر العولمة**۔

[۳۴] مصری اخبار۔ **"أكتوبر"**۔ ۱۶ فروری ۱۹۹۷ء۔

[۳۵] مسعود ظاہر، **الثقافة العربية فى مواجهة المتغيرات الدولية الراهنة** (بیروت: الفکر العربی المعاصر، ۱۹۹۳ء)، عدد: ۱۰۱۔

[۳۶] مسئلہ تشبہ پر تفصیلی فقہی و تحقیقی ابحاث کے لیے ملاحظہ ہو۔ (۱) شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا رسالہ **"اقتضاء الصراط المستقیم"**، جس کا ترجمہ و تلخیص مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کے مقدمہ کے ساتھ مولوی شمس تبریز خان نے **"اسلام اور غیر اسلامی تہذیب"** کے نام سے کی ہے، اور مجلس نشریاتِ اسلام کراچی نے اسے شائع کیا۔ (۲) قاری محمد طیب، **اسلامی تہذیب و تمدن**، ادارہ اسلامیات لاہور۔

[۳۷] نبوی معاشرت، چونکہ عربوں میں زیادہ موجود ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عربوں سے محبت کو ایمان قرار دیا۔ روایت کے الفاظ ہیں: **حب العرب ايمان وبغضهم نفاق۔ رواه الحاكم ۴-۸۷ من طريق معقل بن مالك حدثهم، قال: ثنا الهيثم بن حماد، عن ثابت، عن أنس رضي الله عنه مرفوعًا، وقال: هذا حديث صحيح الإسناد، تعقبه الذهبي، قلت: الهيثم متروك، ومعقل ضعيف، وضعفه السيوطي في الجامع فيض القدير: ۳۶۶۴**

دوسروں جیسا بننے کے مزاج کے حوالے سے سننِ ابی داؤد کی یہ روایت، جو عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہ **مَن تَشَبَّهَ بِقَومٍ فَهُوَ مِنهُم**۳۸ 'جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے'، ہمارے پیشِ نظر رہنی چاہئے۔ اسی طرح زندگی کے کسی بھی پہلو میں مشابہتِ اغیار سے بچنے کی روایت خود آنحضور ﷺ نے ڈالی کہ عاشورا کے روزے کے معاملے میں فرمایا: **صُومُوا يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَخَالِفُوا فِيهِ الْيَهُودَ، صُومُوا قَبْلَهُ يَوْمًا، أَوْ بَعْدَهُ يَوْمًا۔**(۳۹)

## ۹. حاصل بحث

چنانچہ ثابت ہوا کہ زندگی کے ہر معاملے میں، خواہ اس کا تعلق ہمارے رہن سہن، رسم و رواج، تہذیب و ثقافت سے ہو، ہمارے لیے راستہ واضح طور پر متعین کر دینے کے بعد ارشاد فرمایا: وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (40) "اور یہ میرا سیدھا راستہ ہے، سو اسی کی اتباع کرو۔ اور دوسرے راستوں [نظاموں] کی پیروی مت کرو ورنہ [اللہ کے دیے ہوئے سیدھے] راستے سے [بھٹک کر] تقسیم ہو جاؤ گے۔ اسی بات کی تمہیں تاکید کی جاتی ہے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ"۔ گمراہ لوگوں کی مشابہت اور ان کی خواہشات کی تکمیل کرنے کو گمراہی کا سبب بیان کیا گیا: وَ لَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ (۴۱) "اور ایسی قوم کی خواہشات کی پیروی مت کرو جو اس سے پہلے دوسرے بہت سے لوگوں کو گمراہ کرنے کے علاوہ خود بھی [سیدھے] راستے سے بھٹک گئی"۔ دینِ اسلام کی صورت میں واضح ہدایت آ جانے اور اہلِ ایمان کی تہذیب و ثقافت اور ان کے اجتماعی رویوں سے روگردانی کو نبی کریم ﷺ کی مخالفت پر محمول کرتے ہوئے جہنم کی وعید سنائی گئی: وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا (۴۲) "اور جس نے رسولِ اکرم [ﷺ] کی مخالفت کرتے ہوئے، واضح ہدایت آ جانے کے بعد، اہلِ ایمان کے طریقے کی مخالفت کی تو ہم اُسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرنا چاہتا ہے۔ [انجام کے طور پر] ہم ایسے شخص کو جہنم میں داخل کریں گے، جو کہ بہت بُرا ٹھکانا ہے"۔ دشمنانِ دین کی جانب سے، نورِ الٰہی کو نیچا دکھانے اور اس کو مغلوب کرنے کی جسارت کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اب دین اسلام ہی غالب دین، نظام اور تہذیب کے طور پر ظاہر ہو گا، اگرچہ یہ بات اہلِ شرک کو ناگوار ہی کیوں نہ لگے: یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (۴۳) دعا ہے کہ اللہ رب العزت، ہمیں، بحیثیتِ

---

۳۸ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی، **سنن ابی داود** (بیروت: دار الکتاب العربی، س۔ن)، ۴: ۷۸۔

۳۹ ابو عبداللہ، احمد بن محمد بن حنبل، **مسند احمد** (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، س۔ن)، ۴: ۵۲

40 الانعام، ٦: ۱۵۳۔

۴۱ المائدہ، ۵: ۷۷۔

۴۲ النسآء، ۴: ۱۱۵۔

۴۳ الصف، ۱٦۱: ۹-۸۔

مسلمان، اپنی دینی اقدار، اسلامی تہذیب و ثقافت کے اصولوں سے آگہی حاصل کرتے ہوئے، اپنی نسلِ نَو کو عفت و حیا اور پاکدامنی سے بھرپور طرزِ معاشرت منتقل کرنے اور خود بھی اسی کا پابند رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے، اٰمین۔

## کتابیات

ڈاکٹر محمد ممتاز علی، **تہذیبی تصادم یا بقائے باہمی: ہن ٹنگٹن اور پروفیسر خورشید احمد کی فکر کا تقابلی مطالعہ**، (لاہور: منشورات، منصورہ، ۲۰۰۶ء)۔

القادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، **سیرۃ الرسول کی تہذیبی و ثقافتی اہمیت**، تحقیق: ڈاکٹر طاہر حمید تنولی (لاہور: فریدِ ملت ریسرچ انسٹیٹیوٹ، ۲۰۰۷)۔

حامد فرزات [مترجم]، **امریکا المستبدۃ الولایات المتحدۃ وسیاسۃ السیطرۃ علی العالم** [. مائیکل بگنن مارڈنٹ]، (دمشق: طبع اتحاد الکتاب العربی، ۲۰۰۱)۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی، **اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی** (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۸۴ء)۔

مالک بن نبی، **تاملات: مشکلات الحضارۃ** (دمشق: دار الفکر، ۲۰۰۲ء)۔

مولانا یاسر ندیم، **گلوبلائزیشن اور اسلام** (کراچی: دار الاشاعت، ۲۰۰۴ء)۔

قاسمی، مولانا قاری محمد طیب، **اسلامی تہذیب و تمدن** (لاہور: ادارہ اسلامیات، ۱۹۸۰ء)۔

اقبال، علامہ محمد، **ارمغان حجاز**، (دھلی: کتب خانہ نزیریہ، ۱۹۶۷ء)۔

البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری** (دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)۔

مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س۔ن)۔

الفاوی، ڈاکٹر عبدالفتاح احمد۔ **اخبار الأھرام** (بیروت: مکتبہ العلمیہ، ۱۹۹۹ء)۔

مسعود ظاہر، الثقافة العربية فی مواجهة المتغيرات الدولية الراهنة (بیروت: الفکر العربی المعاصر، ۱۹۹۳ء)۔

ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی، **سنن ابی داود** (بیروت: دار الکتاب العربی، س۔ن)۔

ابوعبداللہ، احمد بن محمد بن حنبل، **مسند احمد** (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، س۔ن)۔

Samual P. Hantington, ***The Clash of Civilizations and the Remaking of World Order. Simon & Schuster,*** (New York:1996)

Arnold J, Toynbee, ***A Study of History***, (Abridgement by D.C. Somervell, Oxford University Press, 1947

Philip J. Adler & Randall L. Pouwels, ***World Civilizations, Thomas Learning Inc., High Holborn House, 50-51 Bedford Row*** ( London: WCIR 4LR, UK, 2006)